

M.B.KHAN ARTIST Doogawan LUCKNOW

جلد ۹ نمبر ۵

مضامین غیر

یکشنبہ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء

گردش پیمانہ

(منیب مد)

حضرت اودھ پنچ تسلیم - پیمانہ دیکھ کے پرانے گنہگاروں کے دل میں امنگ نہ پیدا ہو - یہ ممکن نہیں۔ آپ نے اشعر الشعرا جناب ساغر سیابی کی نظم بعنوان "شاعر (عالم جذب میں)" دیکھی ہوگی - یہ جگر کی یعنی (بلینک ورکس) نظم نومبر کے پیمانہ میں شائع ہوئی ہے) واقعی کیسے دو سروں میں انسان یوں ہی ہو سکتا ہے پھر انسان بھی کون؟ ناز و نعمت کا پالا ہوا فطری شاعری کے سانچے میں ڈھلا ہوا جو تعجب خود میرا شیوہ ہے جینا اور جی بھر کر گنگنانا - اس سے بھی بے پرواہ ہے کہ معصوم نوجوان و نیز ہستیوں پر اسکی رجز خوانی کا اخلاقی اثر کیا قیامت ڈھائے گا اور جو ایسے استاد کا شاگرد ہے جس نے اپنے زیر نظر کو اس قسم کی نازیبا حرکات سے اجتناب کرنے کی بظاہر کوئی رائے نہیں دی ہے شاگرد صاحب تقاضا ہے کہ پیمانہ کو خراب سے بھریں یا فور کیٹ کے پیشاب سے۔ غرض قلم میں کھجلی ہوئی - دل نے کہا کہ ساغر صاحب تو شاعر ہیں۔ شاعر، عالم جذب میں یوں بڑ ہانکتا ہے تو جو "لُر" عالم کسب میں ہے کیسے نفیس خیالات ظاہر کرے گا - لہذا شاعر کا جذب اور لُر کا کسب اگر آمنے سامنے ہو تو بہتر ہو - آپ شاید جانتے ہوں مگر اکثر ناظرین واقف نہیں ہیں کہ "لُر" کس زبان کا لفظ ہے - اے حضرت آپ نے سنا ہوگا کہ حدود عجم میں ایک مقام ہے "لُرستان" وہاں کے رہنے والے "لُر" کے نام سے موسوم ہیں - ہندوستان کے راجہ نے پانچ سو خوبصورت لونڈیاں بہرام گور شاہ عرب و عجم کی خدمت میں تحفۃً بھیجی تھیں ان لونڈیوں کی اولاد سے "لُرستان" آباد رہا - ان لونڈیوں کو اہل فارس "لوری" کہتے تھے لوری کے معنی ظریف و لطیف و نازک کے ہیں - اسی کا مذکر مخفف اردو زبان میں "لُر" ہے - عجمیوں نے اس نسل کو اپنے ساتھ نہ ملنے دیا لہذا عجمیوں کی قدیم تہذیب سے یہ خطہ دائماً دور اور یکسر محروم رہا - تہذیب سے علیحدگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ "لوری" بے سلیقہ، بے حیا اور بے شرم بھی ہو گئے اور سرود گوئی یا گداگری سے روٹی ان کا پیٹ پالا - اگر تاریخی واقعات مدغم ہو جائیں تو کیا اقوی قیاس کی راہ نکلتی ہے یعنی لوری یا لُر ایک لطیف نازک بے حیا عورت یا مرد کا خطاب ہے۔ شاعر صاحب اپنے اظہار "جذب" میں آزاد ہیں - "لُر" اپنے ضبط و کسب میں - فرق ہے تو اتنا کہ شاعر بخیال خود مغرور و مخمور ہے - لُر ان صفات سے مجبور اور منکسر المزاج ہے شاعر محبت میں محبوب و مطلوب ہے "لُر" کے سایہ سے لوگ اپنے بچوں کو بچاتے ہیں شرفا کے گروہ میں بد اسلوب و نا مرغوب ہے - شاعر اپنے منظور کے عیوب بیان کرتا اور عزت حاصل کرتا ہے "لُر" کی بات کوئی نہیں سنتا مگر انصاف کہتا ہے کہ عیوب کا اقرار اگر ایک جگہ تہذیب و متانت ہے تو کیوں دوسرے محل پر مطعون و موسوم بہ رذالت ہے۔ مطالب و معانی شرک و کفر کی پروا شاعر نہیں کرتا تو "لُر" کب مأخوذ الذمہ ہو سکتا ہے۔ شاعر اپنی گاتا ہے "لُر" اپنی سناتا ہے - مقابلہ میں گا نتاں کہ جو جس کو پسند ہو بے تکلف ہو لے - ہم اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ۔

ان دونوں کا بین السطور ہے وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھو - شاعر اپنی نظم میں متکلم ہے "لُر" اپنی نظم میں - والسلام۔

تقابل

شاعر (عالم جذب میں)

شہنشاہ دو عالم ہوں سریر آرائے ہستی ہوں حیات افروز دنیا ہوں
کہ میں اک مست شاعر ہوں

زمیں میری فلک میرا ہوا میری فضا میری
چمن میرے مرے جنگل مرے کہسار اور چشمے
بہشت اک میرے پائیں باغ کا چھوٹا سا غنچہ ہے
جہنم اک پتنگا ہے مری آتش بیانی کا
نظام آفرینش ہوں دوام دہر باقی ہوں نسیم باغ فطرت ہوں
کہ میں اک مست شاعر ہوں

کبھی تحت الثریٰ میں ہوں کبھی عرش معلی پہ
کبھی شاداں کبھی لرزاں کہیں اڑتی کہیں اٹھتے
کسی گلشن کا بلبل ہوں کہیں غنچہ کہیں گل ہوں
بہار کائنات اک سانس ہے میری مستی کا
میں بیخود ہوں میں باخود ہوں میں ہشیار و وحشی ہوں فرشتہ ہوں میں انساں ہوں
کہ میں اک مست شاعر ہوں

لُر (عالم کسب میں)

حیا سوز دو عالم ہوں نمود جوش مستی ہوں صدائے گوہر دنیا ہوں
کہ میں خرمست ہوں لُر ہوں

زر و قرب حرم تک میرا نہیں رکھتی ہے امیری
ذلیل آوارہ و ارذل مرے نخرے مرے نخرے
میں عریاں ہوں گریباں چاک میرا زیر جامہ ہے
جہنم نام ہے دراصل میری بے زبانی کا
کسی پہلو کی بالش ہوں وجود اتفاقی ہوں نیم پاشی خیالات ہوں
کہ میں خرمست ہوں لُر ہوں

کبھی تحت الثریٰ میں ہوں کسی فرش مصفا پہ
کبھی گریاں کبھی ترساں کہیں ہو ندعا کہیں سیدھا
کبھی میں نعت بلبل ہوں سفر کا ہوں اور کہیں پا پیہ
نہ بخشش رقص ہوں رد عصیاں کا پورا !
تیں و دوا میں وہ ہوں میں اک بیکار ہوں منہ دشناں ہوں حیوان ہوں
میں اک خرمست ہوں لُر ہوں

کوئی مجھ سا حسیں اگر اور پیدا ہو نہیں سکتا
جسے چاہوں حسیں کر دوں جسے چاہوں پری کر دوں
پری اور حور جن میں میری ہی جدت کی صناعی
میں کوہ طور پر چمکا حریم مصر میں جھلکا
میں شیریں ہوں میں لیلیٰ ہوں میں فرہاد و خسرو ہوں میں قیس نجد پیرا ہوں
کہ میں اک مست شاعر ہوں

وہ عالم میری مٹھی میں ہے دنیا میرے کاغذ پہ
مرا دل عرش ہے ہر وقت کرسی زیر پا ہوں میں
نبوت شاعری میری رسالت میرا ہر مضموں
تصوف میرا ذہن ہے شریعت اک نوا میری
میں مرسل ہوں پیمبر ہوں میں مصلح ہوں میں ہادی ہوں میں فطرت کا پیامی ہوں
کہ میں اک مست شاعر ہوں

خدا اک واہمہ ہے مری تخئیل پریشاں کا
سزا ہے اک خیالی فیصلہ لذات عصیاں کا
جزا نیکی کا دھوکا ہے بدی اک وہم مفروضہ
ہمیشہ سے میں زندہ ہوں مجھے موت آ نہیں سکتی
خدا ہوں اور خود آرا ہوں خود اپنا خاص بندہ ہوں میں سب کچھ تھا میں کچھ ہوں
کہ میں اک مست شاعر ہوں

وہ موسیقی ہوں جس کا ہر ترنم اک منتی ہے
میں وہ نغمہ ہوں مہوشوں کا [illegible] ہے جسکی
میں خود بت ہوں اور اپنی بت پرستی کا پجاری ہوں
میں کعبہ ہوں وہ کعبہ فرض ہے جس پر طواف اپنا
خراب دیر و کعبہ ہوں حریف اہل ایماں ہوں میں کافر ہوں میں کافر ہوں
کہ میں اک مست شاعر ہوں

مری رنگینیاں وہ وہ سراسر راز تکویں ہیں
یہ رنگ و بو [illegible] اور اک پرتو حقیقت ہے
یہ بدمستی مری یہ بیہوشی یہ معیت کوشی
ذرا کم ہو تو کھل جائے بھرم اسرار قدرت کا
میں قدرت کا معاون ہوں کلید راز مخفی ہوں ظہور باطن آرا ہوں
کہ میں اک مست شاعر ہوں

مرا مذہب ہے پی کر [illegible] مدہوش ہو جانا
بھٹکنا اور گرنا عام رستوں پہ پڑا رہنا
مری ملت وفا و حسن رعنا کی پرستش ہے
میرا شیوہ ہے جینا اور جی بھر کر گشت کرنا
میں ساقی ہوں میں ساغر ہوں میں پیمانہ میں بادہ ہوں مجھے [illegible]
کہ میں اک مست شاعر ہوں

ایڈیٹر

بھلا ایسا مادہ و گر اور پیدا ہو نہیں سکتا
میں جب چاہوں ہرا کر دوں میں جب چاہوں ہری کر دوں
نو امیر اور جلکندہ (?) ہے مری خلوت کی طباعی
یہ عالم میرے دم خم کا جسے چاہوں کر دوں ہلکا
میں خنزیر ہوں نمرود ہوں ابلیس اور بچھو ہوں وگرنہ ایک [illegible] ہوں
کہ میں خرمست ہوں خر ہوں

پڑا تھا میری مٹھی میں ہے کچھ چکر ہتھیلی پہ
ہوائی اڑ رہی ہے منہ پہ آتش زیر پا ہوں میں (?)
خباثت ابتری میری حماقت ہے مری چوں چوں
مخاطب میرا شیطاں ہے ضلالت ہر ادا میری
میں مہمل ہوں عجب خر ہوں میں آیا بے خبر اس سے حلالی [illegible] ہوں
کہ میں خرمست ہوں خر ہوں

خدا کا قہر باعث میری تخئیل پریشاں کا
سزا یہ ہے ہوا عادی جرم میں لذات عصیاں کا
جزا صورت سے ظاہر اور بدی اعضائے مخصوصہ
یہ میری سخت جانی ہے جو مارے مر نہیں سکتی
گدھا ہوں اور خود آرا ہوں فقط میں زر کا بندہ ہوں کبھی کچھ تھا اب کچھ ہوں
کہ میں خرمست ہوں خر ہوں

غرض وہ چیز ہوں میں جس کی قیمت اک دمڑی ہے
وہ نالہ اور عفونت اک بلائے جان ہے جسکی
نہایت پوچ ہوں مغرور ذوق ہیچکاری ہوں
میں پاخانہ ہوں اب میں نئے اشعار ہے غلاف اپنا
حقیقت میں مجلا ہوں دلیل نقص ایماں ہوں میں اکفر ہوں میں کفر ہوں (?)
کہ میں خرمست ہوں خر ہوں

مری بدبینیاں اظہار فطرت جہل آگیں ہیں
تعفن روح میں اور سر پہ اک پاپوش منت ہے
یہ خرمستی مری ایمان ہر حق سے سبکدوشی
جو پڑ جائیں تو کھل جائے بھرم فوراً حماقت کا
میں اک ناپاک جوہر ہوں چھپا جاتا ہے [illegible] ہوں شور شیخ [illegible] ہوں
کہ میں خرمست ہوں خر ہوں

مری عادت ہے جیبیں کاٹ کر روپوش ہو جانا
بھٹکنا چلبلانا یار کے گھر میں پڑا رہنا
مری فطرت دغا و حسن رسوائی تماشہ ہے
بے مقصد نامہ اعمال لوگوں کے سیہ کرنا
مؤنث ہوں نہ مذکر ہوں نہ میں نر ہوں نہ مادہ ہوں مخنث کے برابر ہوں
کہ میں خرمست ہوں خر ہوں

!

وزیر

کرسمس یعنی بڑا دن

غزل

بڑا ہے دن بھلا ہے کیا جواب کا بڑا دن ہے
لگیں گی ڈالیاں گزر بنگلی نذریں یہ بڑا دن ہے

گئے میوے سرے چل ڈالیوں پر مفلسی لائی
بڑا دن نام ہے لیکن حقیقت میں سڑا دن ہے

نہیں سوراج کی دھوکا دھڑی میں آنا ادیں تم نے
گراں تالی کمیشن کی ترازو کا دھڑا دن ہے

نئے قانون کی تعمیلیں گے کریاں دوست بنگالی
بڑا دن ہو گا صاحب کا گراں پر کڑا دن ہے

سکے یہ روز سجل تمام آ جائے کمیس جلدی
خدائی ٹالنا ہی نہیں اک جا دڑا دن ہے

وہ آئے بیٹھے دو باتیں کیں چلے شب کی رخصت
کہاں کا تیر ہے کیوں رات کے پیچھے پڑا دن ہے

مزا شام جوانی کا بھلا دے گا کیا کرتی
کرسمس سر پہ ہے اور سیج کی صورت کڑا دن ہے

گئیں راتیں حکومت کی نصیبا سو گیا اپنا
بچانے کو لئے ڈنڈا اعلانی کا کھڑا دن ہے

فرنگی مرغ ہیں اور ان سے سحر شب گوں ہیں
گئے دونوں کو گڑ ... کشتی اڑا دن ہے

سنا ہیں انتظار شام وصلت میں بہت باتیں
مگر شنا ہیں کچھ ہی جب کچنا گھڑا دن ہے

غضب ہے اہل لندن کے لئے کہرے کی ظلمت
نہ رونق ہے نہ زیبائش عجب بچھڑا دن ہے

شفیق اب دم لبوں پر آ گیا سال مسیحی کا
بڑا دن سال کا ہے یک کشف کا بڑا دن ہے

الشاعر
کرسمس شفیق تلمیذ حضرت نیرنگ از جہانگیر …

کرسمس ڈے

برہنہ آج آئیں گے خوشی صاحب کو جیا ہے
بڑے دن کا قاعدہ ڈیم صاحب کی خوشامد ہے
جو دم بھی اشتہار … کا سا مضمون
جسے ہم ٹیک سمجھے تھے وہی ٹیڑھا بڑا دن ہے

نہیں یہ بنر ڈپی سر پہ اس طلق فرنگی کے
اٹھائے سر کو گویا گنبد چرخ زبرجد ہے
شاماں اور کبھی گردن جھکے اس میں تامل ہے
کہ کوچہ آپ کا ہے یا یہ افغانوں کی سرحد ہے

جب نسل کچھ پائی ہے تقصار سے کے بڑھ کے
نہ سر بڑی ہے نہ کچھ ہے نہ دلیل ہے نہ سند ہے
بھلا دیں لیس اور ان کے پیچھے کام کی باتیں
نہ دستم ثانی باقی ہے نہ دنیا میں علی سے

بگاڑے تھا ٹھ شاہانہ یہ دو صاحبیت نے
کبھی ہے ٹانگ پر کرسی نہ تکیہ ہے نہ مسند ہے
وہ ہم چاند ماری کرتے ہیں خنزر قرو نگروں
سمجھتے ہیں دل ویراں کو یہ بھی بیل گارڈ ہے

جو روئے ہندوانے تن کے آدمی کی
تو یوں جان بل صاحب ہیں تنقیص با جد ہے
ادھر بھی اسالو ادھر بھی حسبلت جا چاہے کچھ
جو سوراجی ہے کونسل میں وہ اک برت مستند ہے

ہے ساری قوم مردہ جبل کی لچک ہے تاریکی
جیسے ہندوستاں کہتے ہیں سب وہ ایک مرقد ہے
ہم اپنا عرض مطلب بھی کریں تو وہ بگڑتے ہیں
الٰہی خیر کرنا بدگمانی کی کوئی حد ہے

کہے آ کیا کہے یہ جانتا ہم ہے حدیث ہیں
بظاہر ہم تو آزاد گویا مقید ہے

راقم
جان عالم کابلی تلمیذ حضرت نیرنگ جہانگیر آوار…

نیرنگ روزگار بھی ہے

وہ بھی صاحب بھی عجب چیز ہیں جہاں کچھ جو دوسرے والے پکارتے ہیں جستی جیسی "خوشبودار" نشتر بھی تحفہ۔ بندہ نے بھی ایک نظم تیار کی ہے امید ہے کہ ناظرین بھی "پسند فرمائیں گے"۔

بہت ہی خوب ہے یہ جو اے میاں دولتی
مجھے تو ناز بھی اس پہ ہے افتخار بھی ہے
اگر چہ اے فرخ بخش ہے صحت خلق
تو کالرا بھی ہے نہیں بھی ہے بخار بھی ہے

تمام برہمن دیر ہیں اگر بے فکر
تو آج ملک میں آزاد ہر چمار بھی ہے
اگر ہیں گھر میں امیروں کے فیل مشتر و اسپ
تو دھوبیوں کے یہاں کثرت حمار بھی ہے

کرو سفر بھی سنگا تو تمام شہر میں بھی
کہ ہر مقام میں اب ریل بھی سوار بھی ہے
کسی کے گھر میں ہے تو بیٹر ہے کوئی
خزاں ہجر بھی ہے وصل کی بہار بھی ہے

مزا یہ ہے کہ ہے کورٹ شپ میں آزادی
بڑھا کے ربط کرو گم یہ اختیار بھی ہے
بنے ہیں زور سے شریف آج رنڈیوں کے پسر
انہیں کی ساتھ بھی نیروں میں جو شمار بھی ہے

انہیں کو یاد ہے قانون کی بھی لے ساری
انہیں کے گھر میں پیانو بھی ہے ستار بھی ہے

لے بجار ہیں نا کہنا ۱۲
۲ قانون ایک ساز کا نام بھی ہے ۱۲

وراثت جناب … صاحب بہادر …

من الغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر … ۱۹۲۴ء

بعدالت … مقام … بریلی

… بریلی … شام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دستخط حاکم … انگریزی

مہر عدالت

دل و دلدادہ و دلشاد ہیں اگر وہ چار
تو سود خوار بھی شیطان نابکار بھی ہے
گر یہ سمجھتے ہیں باپ کو کم عقل
ترقیوں کا اسی قسم پر مدار بھی ہے
جو بے مروت و بے مہر و بند و زند ہے
اسی کی قدر بھی عزت بھی ہے وقار بھی ہے
بطرز شال بھائم ہیں اندنوں آزاد
جو بوالہوس ہیں انہیں اسکا افتخار بھی ہے
نکلے ہیں پاؤں بھی گھٹنوں تک الیسے پتلون
چھڑی بھی ہاتھ میں ہے منہ میں اک سگار بھی ہے
رخ انکا پارک کی جانب ہے پیچھے گئے ہیں
بغل میں اک بت کم عمر و گلعذار بھی ہے
سکال بھی گلشن شداد کے برابر ہے
بہت سے گل بھی ہیں انبار برگ و بار بھی ہے
لگی ہیں سامنے میزوں کے کرسیاں دو چار
جناب میر بھی ہیں اور ان کا یار بھی ہے
ڈنر میں بیم بھی چکن بھی ہے شراب بھی ہے
سجے ہوئے کئی کیڑے بھی ہیں اچار بھی ہے
جب اتنی نعمتیں ملتی ہیں منہ میں دو دھلا
تو کیا لگا ہے کہ ہر سمت لوٹ مار بھی ہے
اودھ کا بھی گیا دی۔

سال ۲۳ء پر ایک سرسری نظر

اعتبار ظرافت سال نہایت ناقص رہا۔ ظریف پرچے سب خندۂ گل کی طرح ایک ہی قہقہہ کی بہار دکھا سکے۔ قدردان منہ دیکھ کے رہ گئے۔

ہوئے گل سیر ندیم و بہار آخر شد

ان میں بعض ایسے غنچے بھی تھے جو بن کھلے مرجھا گئے۔ سچ ہے مذہبی دل لگی بیطرفہ ہوتی ہے۔ وہ دل لگی بیشتر جوردوں کے ملال کا باعث ہو۔ سامنے ہی دل لگی کے واقعات کا توڑا تھا۔ پولیٹیکل حماقتوں پر نکتہ چینی کے واسطے وسعت نظر و بچے ہوئے الفاظ کی ضرورت تھی۔ ولی، ہمو ولگیوں پر منقلب

ان لوگوں کا حق ہے جو اپنی تحریر و تقریر کو غلطیوں سے بچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لہذا ظرافت کا پرکالہ ہر پھر کے مذہبی مباحث کے چکر میں آ رہا۔ ادل لگی دل لگی میں ناچاقیاں حد سے سوا ہو گئیں مقدمہ بازی کا سلسلہ ابتک جاری ہے۔ کچھ کو کچھ سمجھ کے دیا ہیں کو دے تھے اب کمل نے دبوچ لیا۔ بعض حضرات نے ادبیات پر بھی چوٹ کی شاعری کے عیوب سے مالا مال نظموں اور بے محاورہ عبارتوں کی کمی تھی تعداد سوا ہو گئی۔ جس کسی نے فرضی کھی کہ ہم اودھ پنچ کے چڑانے نامہ نگور ہیں فلاں نظم ہماری ہے فلاں نثر ہماری ہے حاشیہ نشینان بساط ظرافت میں انہیں بھی جگہ عنایت ہو فوراً قبول ہوئی۔ پرانی دھرانی تحریروں میں تھوڑی سی بیہودہ ترمیم کی اور وقت ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں بھیجدیں۔ ذخیرہ تھوڑا اور تصرف طبیعت کا تو ڑھکا دو قدم چل کے بیٹھ گئی۔ واللہ باللہ ہمیں افسوس ہوا اگر پیچھے سے دو رکتے تو جاسد جھڑتے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امید ہوئی تھی کہ خان محال اور جان بل ایک ہی میدان میں نمایاں ہوئے پیتون ٹیرکا نے کا تماشا دکھائیں گے کچھ دنوں دل لگی رہے گی مگر وہ بھی بجھتے وقت کی خوابی (شعاع) انکی دیکھتے ہی دیکھتے موذن نے اللہ اکبر کی صدا دی چراغ گل ہو گئے۔ چیو نجر

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بنگال کے ڈاکے البتہ کسیقدر دل بہلاتے رہے اور اب بھی رسد جاری ہے۔ حکومت نے انکا نام "پولیٹیکل ڈاکا زنی" رکھا مصلحت آئی یہاں بھی "پولیٹیکل" کا لفظ ایک منتر ہے ادھر یہ منتر کسی دوسرے لفظ کے ساتھ منضم ہوا ادھر انتظامی احتیاطات کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی۔ ولایتی اعمالیان ہند بالکل "صمٌ بکمٌ" ہو گئے منہ میں گھنگنیاں بھریں جو ایک آدھ منچلے نے توبہ کو بہت آنکھیں دکھائیں ڈانٹیں۔ کیا کہتے ہو آجکل حکومت میں انقلاب پیدا کرنے کی سازش ہو رہی ہے جتنی امن امان سے وہ بھی غنیمت سمجھو۔ ڈانٹ ڈپٹ اور دشمنی کا

جھگڑا ہے جو اس ہر بونگ کا مقابلہ کرتے ہیں ایکی جگہ دوسرا ہوتا تو خون تھوکنے لگتا۔ ریڈنگ کا نام تو یاد "انصاف" کا نقش ہے لیکن "لٹن" کا نقش نے الحقیقت ہندوستان کے لیے ہمیشہ سے راس ہے پرانے "لٹن" نے ہتھیار چھین کے سارے ہندوستان کی آنکھوں میں امن و امان کی نیند بھردی تھی۔ جدید لٹن گنا بنگار اور بیگناہ سب کو ایک ہی لاٹھی ہانک کے جنگل میں ایسی پولیٹیکل ہستی پیدا کرنے والا ہو کہ باطل "النوم اخت الموت" کی مثل اصل ہو جائے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اکالیوں کے معاملے میں بھی افسردگی کا عمل دخل ہو گیا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ صرف جیلخانے بھر گئے حکومت دبی نہ اکالیوں کا دلی مدعا بر آیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انگلستان کے مزدوروں نے اچھے زور کیپ پڑ دارا تھا مگر دھوئے کوئلوں کی آگ کب ٹھہر سکتی ہے دو ہی روز میں سب گرم ہو رہے ہو گئے

سر بزردہ غنچہ کر دو شگفت و بریخت

لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستانیوں کی آہ نے تاثیر کی مگر غلط کہتے ہیں۔ ہندوستانیوں کی آہ بھی بجھے کوئلوں کی آگ ہے۔ انگلستانی مزدوروں کا اقتدار ہندوستانی غلاموں کے مقدرت ساز باز رکھتا ہے۔ سیلاب اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس سوا زبانی جمع خرچ کے کچھ نہ تھا۔ ہندوستانیوں کے پاس بھی زبان ہی زبان ہے۔ لہذا کسی قسم کی ترقی متوقع نہیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سال قیامت آنے والی تھی دل میں سوچے تھے کہ دل لگی ہو گی مگر معاملہ بیچ گیا معلوم ہوتا ہے کہ شاید قیامت کا دل پانی ہوا اور سیلاب کی صورت میں ہندوستان کے اکثر حصص کو نے ڈبا ہو شد اگر قیامت ایسی ہی معمولی چیز ہے کہ پانیوں کا ریلا بھی سیلاب ہو تو ہوں ہزار دفعہ آئے ہم پروا بھی پروا نہیں کرتے۔ ایک نہیں ہزار آئیں اور چلی گئیں۔



مسیحائی بمدد چرخ مقناطیسی

:۷:

برار کا مسئلہ ابھرا اور ٹھٹھر کے رہ گیا۔ نظام نے دل باندھا تھا مگر روغن قاز اور زبردستی کا مرہم کام کر گیا۔ جو کچھ رہا سہا ہے وہ دورہ بازوں کی زبانی سینک سے بیٹھ جائے گا۔ جب ذمہ دار دنیا میں حکام کہتے پھریں کہ یارو گھبراؤ نہیں ہم تو (موجود ہیں) تمہاری مرضی کے خلاف کچھ ہونے پائے گا۔ ہندو مسلمان آپس کی جوتی پیزار میں مشغول ہیں نام نہاد ترقی بھی چشم حسد میں خار کی طرح کھٹکتی ہے تو بھلا کامیابی کیسی۔

:۸:

طوطی خاموش یا توتنخ آمون کی لاش مصر کو ناسازوار ہوئی۔ وہ جو تھوڑی بہت لیتی سوچیوں پر ماؤ دینے بھر کی آزادی حاصل تھی وہ بھی غائب غلہ ہندوستان میں ہمارے مہاتما گاندھی ناکام رہے مصر میں میاں زغلول بھیڈی رہ گئے۔ اگر فرعون کی ممی مصر سے گئے گذروں کا مردہ بھی بھاری ہے تو بالکل سچ ہے۔ توتنخ آمون کے زمانے میں رعایا غلام تھی اس لاش کا کردار غلامی کا ابھارنا مردانت ہے۔

:۹:

سال حال مسٹر چرچل کے لیے البتہ اچھا رہا رونے دھونے ہاے واے کرنے کی نوبت نہیں آئی کسی نہ کسی طرح ممبری کی کرسی پر بیٹھ ہی گئے۔ واقعی ہمت ہو تو ایسی ہو۔ ابتدا میں رونا اچھا خدا آخر میں نہ رولائے۔

:۱۰:

غلط ہوا اخبار کہ ہمارے دوست مسٹر سید حسین سابق ایڈیٹر انڈیپنڈنٹ نے امریکہ کی کروڑ پتی عورت سے شادی کر لی پھر لوگوں نے خود ہی خبر کی تردید کر دی۔ خوشی اور شادی ہم ہندوستانیوں کے مقدر میں کب ہے سچے تھے کہ:۔

جھگڑا اپا ہی کوٹے چا ہیرا لا بنسا

گانچنگے۔ اللہ نے چاہا تو پھر اور بنا ہندوستان میں پاؤں پھیرنے آئینگے مگر وہ بھی نہ ہوا۔

:۱۱:

اس سال کا عظیم الشان واقعہ ترکوں سے کے تخت کا خلیفہ سے خالی ہونا ترکوں کے واسطے اتنا مضر نہیں جتنا ہندوستان کی خلافت کمیٹی کے لیے یہ بیچاری خدا کی تلاش میں اتنی مشغول کبھی نہ تھی جتنی خلیفہ کے تلاش میں سرگرم ہے۔ جامع الشرائط خلیفہ ملے یا نہ ملے اسکا غم نہیں لیکن آمدنی پر پانی پھر گیا یہ غضب کی بات ہے

انگ بھبھوت جوگن بن ملیاں
میں تو خلیفہ کو ڈھونڈھن چلیاں

:۱۲:

جب انگلستان کے مرغ دست پرور یعنی میاں شریف حسین کو بعنایت اہل فرنگ حجاز کی سلطنت ملی تو جملہ مسلمانان ہند کی زبانیں انکے خلاف کھلیں۔ خال زبان اور کرسم کا ٹاکے اثر نے شریف صاحب کے قدم اکھاڑ دیے ۱۹۲۴ء میں اس تماشے کا خاتمہ ہو گیا جو چند سال پہلے سے متواتر کھیلا جا رہا تھا آئندہ سال حسین کی جگہ ابن سعود یا ابن سعود تخت حجاز و نجد دونوں کے وارث حقیقی متصور ہوں گے مگر ابن سعود صاحب کی طرف سے سواد اعظم اسلام کا دل مطمئن نہیں ہے یہاں کے احناف اس دعوے میں رہتے ہیں کہ یہ گروہ بہت جھٹ ہے اور بغیر کسی باقاعدہ بازپرس کے ان کا ہر متنفس کسی بدعتی کو فوراً جنت بھیجدینے کا حق رکھتا ہے۔ عرب کے احناف اور وہابی تو گروہ بندی کے باعث باہمی قتال سے مجبوراً باز رہینگے مگر یہی البتہ بے موت مرے انکی دلی تسکین کے واسطے یہی کافی ہے کہ حج اور حج کی جدوجہد میں مقدس سرزمین عرب پر جان سے ہاتھ اٹھا یا دوہرے دوہرے ثواب تو یوں ملے۔ انشاء اللہ شہادت کا تیسرا ثواب بھی ملنا ممکن ہے۔

:۱۳:

شاہ ایران نواب پیرس یا لندن کی رعایا بننے پر راضی ہو گئے باپ دادا کی سیج کی جگہ گھر جیسی ان دونوں مقاموں پر صرف ہوگی۔ واقعی عجب زرکش زمین ہیں دولت آسمان سے پیرس و لندن کا پتا پوچھتی ہوئی آتی ہے۔

:۱۴:

خاتمہ کا بند

ڈوائر کے مقابلہ میں نائر کی شکست۔ کنسرویٹو کے مقابلہ میں لیبر [illegible] دونوں کی شکست لی کمیشن کا انعقاد اسکی سفارشوں کی منظوری درپہ ہندوستانیوں کی شکست جس کے معاملہ میں گویا جیسے کی شکست یہ اس سال کی ادنیٰ کارگزاریاں ہیں۔ خدا بھلے میاں ۱۹۲۴ء سے ہر ایک محکوم قوم کو نقصان ہی پہونچا۔ خدا ان کا منھ دوبارہ نہ دکھلائے سب تو خیر مگر بڑی شکست اخباری کا قدر دانوں کو ہوئی جنھیں آج تکلے کل بند۔ خواہ مخواہ خوش حالی کا خاتمہ پر ان کی بیدردگیوں کا اثر پڑا۔ اب خدا پھر ایسا بے فائدہ سال نہ لائے ہندو دست بدعا ہے آپ آمین کہیے۔

داقف

کرا ماً کاتبین

نہ پوچھ نامہ اعمال کی دلاویزی
تمام عمر کا قصہ لکھا ہوا پایا

تصحیح

اسی پرچہ میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں۔
صفحہ ۳ شاعر عالم جذب میں ہا پیواو مصر عہ [illegible] غلط ہے [illegible] صحیح۔ صفحہ ۴ شاعری عالم جذب میں سطر [illegible] میں مسکین کی جگہ منفی چھپ گیا ہے۔ [illegible]

غزل

(از طبع زاد جناب منشی سید عقیل حسین صاحب خرقہ پوش لکھنوی)

جب دیکھو سہری خالی خولی نام کی
بیا ہیو مرز ولی سے ایسی طرح کس کام کی
بارہ نخوت بھرا رہتا ہے اس میں کس طرح
گھر پہ بھی انسان کی ہے شکل اور حد جام کی
غیر کا قبضہ نہ ہو اس گھر پہ یہ خوف ہے
دل پہ اک تختی لگا دوں گا تمہارے نام کی
عاشقی زیب رسا ہے اگر موقع ملے
آپ کے سرکی بلائیں مجھ سے حجام کی
ذبح تو کرنے چلے ہو کچھ تمھیں معلوم ہے
کیا سزا قانون میں ہے قتل کے اقدام کی
لے گئے وہ دل کا اک ٹیپ بولی بول کر
عاشقوں کی گرستی میں نے جب نیلام کی
پہونچا ہے جوں دل فکرے دمشوق میں
ایسی قیمتی عاشقو اس گردش ایام کی
آنکھ کے ڈھیلے دکھا کر حسن کی بازار میں
وہ حسینوں کی صدائیں نے گری بادام کی
تم جو مشہورہ عاشقوں کے ہاتھ میں رہتی ہے ہونک
جب تو شہرت ہے تمہاری تیغ خون آشام کی
گرم جوشی جیسکی سب کے ساتھ ہے کچھ دیر تک
وہ حسین بے وفا تھی ہے اک حمام کی
دشمن عمر گریزاں کی ہے یہ اک یادگار
بال کچھڑی ذم ہیں گویا ابق ایام کی
وقت پیری قبر منزل کا ہے یوں انتظار
فکر ہوتا ہے جیسے دن رہے سے شام کی
میرے جینا موت تیرا دل سے شاید ٹ چلا
نیند مستی میں جو سوچی ہے مجھے آرام کی
سو برا حصہ تو مل کر جو پڑھتے مرثیہ
سب ہنسیں جس پر بھلا ایسی غزل کس کام کی
کیا یہ خواہش بھی خلاف وضع فطری ہے شریف
خرقہ پوش دوستا اس بُت خود کام کی

نئی آمد و رفت کے کوپن اور خطوط میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

آقایانِ قوم

مضمون نگار صاحب فرماتے ہیں کہ سال آخر ہوگیا اور مضمون ناتمام ہے ابھی تو ہی شاعر و حکیم و مورخ کی تفصیل کے سانحات باقی ہے لہذا تتمہ مضمون سال بست و ہفتم سے لکھا جائے گا۔

مبلغات

بحوالہ روزنامہ حقیقت یہ خبر سن کے دل بہت خوش ہوا کہ ہمارے زندہ دل صوفی دوست خواجہ حسن نظامی صاحب نے شیطان کے مقدمہ میں گواہی دی اور فرمایا کہ میں نے اپنی تصنیف داعی اسلام میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ طوائفوں سے اسلام کے تبلیغ کی حیثیت سے کام لیا جا سکتا ہے۔ میں نے لکھا ہے کہ طوائفوں سے بھی اسلام کی حفاظت کا کام لیا جا سکتا ہے۔ مگر نے اس قسم کے قابل اعتراض جتنے مہاتما گاندھی کی دوست پر نکال دیے۔ واقعی فرائض اسلام عورت اور مرد پر یکساں عاید ہوتے ہیں۔ بازاری عورتوں میں مرید ہونے کی قابلیت موجود ہے تو وہ فانی شیخ ہو کر پیر بھی ہو سکتی ہیں۔ خصوصاً زنان بازاری کا طبقہ تو خدا نہ کرے جو کسی کے پیچھے پڑ جائے۔ ایک بوسے پر اکثر لوگوں کا ایمان بکا اور بار ڈالا۔ اچھی صورت والیاں بے چاری مرید بنا سکتی ہیں۔ خواجہ سے زیادہ ان کی نگاہوں میں کشش ہے البتہ ذری ہمیں شک ہے کہ رنگ بنا سے ہوے مسلمان کا خیر مقدم اسلام بھی کرے گا یا نہیں۔ بہتر ہے کہ ہر مبلغ کے ساتھ ایک مبلغہ بھی کر دی جائے۔ تو کم از کم دعا کی ہو جائے۔ المبلغات المبلغین المبلغون المبلغات۔

گھر کی بات اور اذن پدن

اس سال کے آخری مہینے میں ایک نئی پہیلی بھی ہماری انگریزی سرکار نے بجھائی۔ ولیعہد ریاست کشمیر یعنی سر ہری سنگھ صاحب کا نام مسٹر اے رکھا۔ یہ پہیلی دھرم شہور ہوئی اور دو لیا ہو ریاست کے پیٹ میں جو ہے وہ رنڈے اور تیں طرح پیو کریوں میں دل ہو بے محل یہ خاموشی کے ساتھ نذرانہ ادا ہوتی ہے اسی طرح تیری میری طرف انکھیاں اٹھنے لگیں گی نہیں تخت و فرق گردن ہلانی لگی ہے تو دو لکھ لو روزنہ جانے شکایت کی کہ میر کسی سے ایسی بیجا حرکت سرزد ہوئی ہو اسکا الزام بتلاؤ۔ یہاں خالی دل آئی تو تھی ہی محبت نام بھرا۔ اب وہ پچھاتی گود والے گھر لے کر اس کی صدا بہرن سے بلند ہے۔ سنا ہے سر ہری سنگھ صاحب ولایت جانے والے ہیں۔ آیندہ ایسے واقعات سد باب ہی ہو گئے لہذا امید ہے کہ حکومت انگلستان وہ تماشا اہتمام شہری تھی جو میری تھی مولانا کو سوتی جوڑی تھی کہ میری ڈنڈی سبک دار وقت پڑے تو مانگ کھا اور دوسری اسی قسم کی پہیلیاں نہ بجھوائے گی۔

مراکش

بھلا جو سراختہ اشخاص "مراکش" جیسی زبان سے کہیں اتنے بازی کون دے جا سکتا ہے۔ اس نام کے دو جز ہوئیں پہلے میں دوسرے سے فراکش ہے اور دوسرے جز میں بھی فرائش ہے مگر وہ اپنی نسبت سے دشمنوں کے بھی فرائش منظور کرتی ہے۔ غیرول عبدالکریم وہ چپکش میں مشغول ہے۔ اس سال کا وہ جب بھی لکھ سکتے کہ ٹول ہے۔ ایک مشت استخوان کر دیکھیے دو سپانیہ کی تعلیم اور حکومت کر دیکھیے کہ وہ بازی گو حیثیت ہی کہاں ہو۔

نگاہ گرم

اب کی سال کو یہ واقعہ کہ لیڈر بورہ کی کونسل میں ملامت کا ووٹ پاس کیا گیا عجیب و غریب ہے کونسل نے فی الحقیقت نگاہ گرم کو نگاہ گرم بنا دیا ہے۔ اس تنقیص سے شفقت میں آ بھگت زیادہ گرمی کے ساتھ ہوگی۔ اور ہمارے لیڈر صاحب بغلیں بجا کے دوا مانگتے ہونگے کہ دو چار مرتبہ بھی کارروائی ہو جائے تو بچے مجبور نے لگیں۔

افلاس

سنہ کا کام کیا کیا افلاس اور ہنچ کے سفید واقعہ دو دم بھی فنا ہو گیا۔ شہر میں مصور نہیں ہیں۔ آٹھ جوان ایک صاحب کو تصویر کی فن شناسی سکھائی اب وہ

بعض ضروری امور کا اعلان

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگا نے [illegible] سمجھتے ہیں کہ [illegible] اور [illegible] پرچہ [illegible] کی کیفیت [illegible] کی [illegible] سے انھیں کافی واقفیت ہوگی ان کی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔
ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں بچ رہتے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس ایک پرچہ میں مفید مطلب باتیں ہیں یا نہیں [illegible]۔ لہٰذا کم از کم ایک سال کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اس کے مذاق کے موافق مل جائیں تو دام وصول۔ ورنہ پنچ کی بزار [illegible] [illegible] بخیر [illegible] بسلامت۔

(۲) نمونہ لینے کے پرچوں کی فرمائش [illegible] [illegible] [illegible] کے مساوی ہے۔ اسے حضرت [illegible] کہ ہم [illegible] وصول زر قیمت سے اور آپ [illegible] سو [illegible] پنچ کی زحمت سے بچیں [illegible] دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف [illegible]۔

(۳) بعض قدردان [illegible] ختم مدت خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب [illegible] یہ [illegible] ہیں ناخوش ہوگئے [illegible] [illegible] [illegible] کی تعمیل [illegible] [illegible] میں [illegible] کہ فالتو پرچہ دفتر میں موجود [illegible]

(۴) پرچہ [illegible] کی فرمائش سے [illegible] ہو جائیں [illegible] آ [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] کی صورت میں [illegible] بھیجے اور [illegible]

(۵) اگر یہ [illegible] پنچ کے [illegible] آپ کی رائے میں [illegible] تو [illegible] خریدار ہو جانے سے [illegible] نقصان [illegible] ہو [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] فرمائیے [illegible]

[illegible] [illegible]

اخبار [illegible] بجنور

ہفتہ میں دو بار

[illegible] کی [illegible] خدمت قوم و ملک اسلامی مذہب و ملت [illegible] مقصد ہے [illegible] [illegible] [illegible] سیاسیات حاضرہ [illegible] اور انگریزی اخبارات کا خلاصہ [illegible] [illegible] [illegible] طلب فرمائیں۔
قیمت سالانہ [illegible]

رسالہ [illegible] بجنور

ہفتہ وار

[illegible] کا [illegible] طالب [illegible] [illegible] معلومات کی کان [illegible] ملک و ملت کے [illegible] کے لیے [illegible] شائع ہوتا ہے [illegible] دینی اور آداب معاشرت کا [illegible] [illegible] طلب فرمائیے۔ قیمت سالانہ [illegible]

مجید حسن مالک اخبار [illegible] و رسالہ غنچہ بجنور

شرائط ایجنسی

(۱) [illegible] پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) [illegible] ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی
(۴) بحساب [illegible] فی پرچہ [illegible] کرنا ہوگا اور [illegible] کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔ علاوہ [illegible] حالتوں [illegible] پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) [illegible] اودھ پنچ [illegible] کی [illegible] جلد [illegible] [illegible] طلب فرمائیں قیمت فی جلد [illegible]
(۲) [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] کے [illegible] طلب کرنا چاہیے فی جلد [illegible] علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشردہ اور عرقیات سے تیار کیے ہوئے شربت جو نفیس شیشوں میں بے نظیر صورت میں دلاویز زائقہ میں خوشبو لطافت میں بے عدیل ہیں دل و دماغ کو فرحت قلب کو سکون طاقت آنکھوں کو خنکی و تراوٹ بخشتے ہیں شدت عطش کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔

شربت [illegible] — شربت عطر بسوم — شربت انار ولایتی — شربت کیوڑہ — شربت بید مشک — شربت کسیرو — شربت بادام — شربت فالسہ
فی بوتل عار — فی بوتل عہ — فی بوتل عہ — فی بوتل عار — فی بوتل عار — فی بوتل عار — فی بوتل عار — فی بوتل عہ

شربت رنگترہ — شربت لیمو — شربت نارنج — شربت انناس — شربت انگور — عرق کیوڑہ حیدرآبادی — عرق بید مشک لاہوری
فی بوتل [illegible] — فی بوتل عار — فی بوتل عار — فی بوتل عار — فی بوتل عار — فی بوتل عار — فی بوتل عار

ارزان بیعت گران قیمت کے مقولہ کو یاد رکھئے اور ولایتی اسینس و شکر ریزی سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب کیجیے قریب کے ریلوے سٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ۱/ رقم پیشگی محصول ادا کرنیکے لیے روانہ کیجیے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

انگریزوں کی طرح سروں کے مفہوم لکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاتے رہے کیونکہ علم موسیقی کے جملہ علمی و عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصہ دوم

شائع ہو گیا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے

... فن کے علم میں

...

... بنا ہے

یعنی

تانوں میں کے موجد زمانہ حال تک سب اساتذہ فن کی گائی ہوئی ہیں گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

سیلان تان سین کے آخری یادگار ہیں صد ہا گیتوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سر گلے سے ادا کرنے والے ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدا سے کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کی گت کہہ سکتے ہیں جس طرح کہ استاد تعلیم دیتا اور ایک معمولی دو تین دن کی مدت سے کام نکال سکتے ہیں۔

ان کے علاوہ دیگر مشاہیر اساتذہ کی بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت حصہ دوم ۸ مجلد بیشتر مقرر کی گئی ہے۔ حصہ اول کے ۲ پانچ روپیہ محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ